باہمی تعاون

کہانی بہت مشہور ہے کہ بوڑھے باپ نے اپنے بچوں کو جمع کیا اور لکڑی کا ایک گٹھا توڑنے کے لئے کہا۔ سب نے باری باری کوشش کی لیکن وہ بھلا کیا ٹوٹتا۔ پھر تجربہ کار باپ نے ایک ایک لکڑی الگ کر دی اور ہر ایک کو ایک ایک لکڑی دے کر توڑنے کے لئے کہا۔ سب نے انتہائی آسانی سے اسے توڑ دیا۔ باپ نے بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ایک کی طاقت محدود ہوتی ہے اگر تم سب مل کر رہو گے اور ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہو گے تو تمہیں کوئی توڑ نہ سکے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کعبہ کی تعمیر میں لگ گئے۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی اس کام میں لگا لیا۔ ان کے تعاون سے کعبہ کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ قرآن میں اس کا ذکر یوں آیا ہے: ﴿ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِـۧمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ ﴾ (البقرة: ١٢٧) ترجمہ: اور یاد کرو ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے: اے ہمارے رب، ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب فرعون کی طرف توحید کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میرے بھائی ہارون کو میرا معاون بنا دیجئے۔ اللہ نے آپ کی درخواست قبول کی۔ قرآن میں ہے: ﴿ وَٱجْعَل لِّى وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِى ﴿٢٩﴾ هَٰرُونَ أَخِى ﴿٣٠﴾ ٱشْدُدْ بِهِۦٓ أَزْرِى ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِىٓ أَمْرِى ﴿٣٢﴾ ﴾ (طه: ٢٩ – ٣٢)

ترجمہ: "اور میرے لئے میرے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے ہارون جو میرا بھائی ہے۔ اس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شیک کر دے".

ذوالقرنین بڑی شوکت و سطوت والا عادل بادشاہ گزرا ہے۔ وہ سفر کرتا ہوا ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں کے لوگ پڑوسی قوم یاجوج وماجوج کے ظلم و جبر کے بری طرح شکار تھے۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے گزارش کی کہ ہمارے اور یاجوج و ماجوج کے درمیان ایک بند باندھ دے تاکہ وہ ہم پر تاخت نہ کر سکیں۔ ذوالقرنین نے ان سے کہا کہ لوہا فراہم کرو ہم بند باندھ دیتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے باہمی تعاون سے کثیر مقدار میں لوہا جمع کیا اور ذوالقرنین نے لوہا پگھلا کر وہ راستہ

بند کر دیا جس سے یاجوج وماجوج آکر ظلم کرتے تھے۔اس طرح باہمی تعاون اور آپسی مدد سے ظلم کا سد باب ہو گیا۔
قرآن میں اس کا بیان اس طرح ہوا ہے: ﴿ قَالُواْ يَٰذَا ٱلۡقَرۡنَيۡنِ إِنَّ يَأۡجُوجَ وَمَأۡجُوجَ مُفۡسِدُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلَىٰٓ أَن تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدّٗا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيۡرٞ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجۡعَلۡ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ رَدۡمًا ﴿٩٥﴾ ﴾ (الكهف: ٩٤ – ٩٥)
ترجمہ: ان لوگوں نے کہا: "اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ تو کیا ہم تجھے کوئی ٹیکس اس کام کے لئے دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے"؟ اس نے کہا: "جو کچھ میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے وہ بہت ہے تم بس محنت سے میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان بند بنائے دیتا ہوں"۔
رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ مسجد کی تعمیر میں سارے صحابہ نے شرکت کی اور آپسی تعاون سے مسجد کی تعمیر مکمل کی۔
اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار کے ساتھ مل کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ جہاد کیا۔ غزوہ احزاب میں جب کہ سارے کفار مدینہ پر چڑھ آئے تھے، تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس میں سارے صحابہ کرام نے کندھے سے کندھا ملا کر کمال اتحاد اور یک جہتی کے ساتھ خندق کھودی اور مدینہ کفار کی یلغار سے محفوظ رہا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہم کنار کیا۔
مذکورہ بالا سارے واقعات میں قدر مشترک تعاون اور ایک دوسرے کی مدد ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔
﴿ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ ﴿٢﴾ ﴾ (المائدة: ٢) ترجمہ: "جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو"۔

تعاون کی فضیلت:

تعاون زندگی کی ایک بدیہی حقیقت اور اہم ضرورت ہے۔ اس سے کسی حال میں کسی کو مفر نہیں۔ واقعہ ہے کہ زندگی کی ضروریات کی تکمیل تنہا ممکن نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس فاضل سواری ہو تو بے سواری والے کو دے دے۔ اسی طرح کسی کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ زاد راہ ہو تو جس کے پاس نہ ہو اسے دے دے۔

(مسلم، ابوداؤد) رسول اللہ ﷺ نے خدام کی معاونت اور مدد پر ابھارا ہے۔ فرمایا: ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسا ہو تو ان کا ہاتھ بٹاؤ اور تعاون کرو۔ (متفق علیہ)

ایک مومن کا سب سے اچھا معاون و مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اپنی مشکل میں وہ اسی سے مدد طلب کرتا اور اسی سے تعاون کے لئے گڑگڑاتا ہے۔ ہر نماز میں اس کا یہ کہنا: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝٥﴾ "ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں" اس کا بین ثبوت ہے۔ باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی مدد صرف انسان کا خاصہ نہیں بلکہ ادنیٰ سے ادنی مخلوق مثلاً چیونٹی اور شہد کی مکھی میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے انسان جو عقل و تمیز کا حامل ہے اس میں اس صفت کا پایا جانا بدرجہ اتم مطلوب و مقصود ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باہمی محبت و الفت میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ اگر کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم درد اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (مسلم) ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ یعنی اس کی تائید اور مدد و نصرت جماعت (اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنے والوں) کے ساتھ ہوتی ہے۔ (متفق علیہ) آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن مومن کے لئے ایک عمارت کے مانند ہے کہ جس کا ہر حصہ دوسرے حصہ کی تقویت کا باعث ہوتا ہے۔ (متفق علیہ) ایک مسلم جب تک اپنے مسلم بھائی کی ضرورت میں کھڑا رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورت کو پوری کرتا ہے اور جو کسی کی مشکل میں کام آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا فرماتا ہے۔ ایک بندہ جب تک دوسرے بندے کا تعاون کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا تعاون فرماتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی طاقت و قوت سے کمزور کا تعاون کرنا بھی صدقہ ہے۔ (أحمد)

کہاں تعاون نہیں کرنا چاہئے؟

شر و فساد اور برائیوں میں بالکل تعاون نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝٢﴾ (المائدة: ٢) ترجمہ: "اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو"۔

ایک مسلم اگر کسی کو برائی کرتا ہوا دیکھے تو اسے چاہئے کہ نہ تو اس کا مذاق اڑائے اور نہ ہی فضیحت کر کے اس کی توہین کرے کیوں کہ وہ ضد میں آکر شیطان کا نوالہ تر بن جائے گا۔ کرے تو صرف اتنا کرے اور یہ ضروری ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ لے، اسے نصیحت کرے اور اسے باور کرا دے کہ وہ غلط کر رہا تھا۔